THINGS ETERNAL.

اَنادی اشیاء

مصنفہ

پادری پال کیول سنگھ مرحوم سابق مشنری اے پی مشن پنجاب

جسے

کرسچن لٹریچر سوسائٹی فار انڈیا

نے بمعرفت

پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

شائع کیا

۱۹۲۷

سنہ ع

بار اول | (۱۰۰۰) | قیمت ۲ر

[illegible] LAHORE

اناوی اشیاء

اور

اُن کی عقلی اور نقلی تحقیقات

اوّل پنڈت دیانند جی کے دعوے کی پڑتال اناوی اشیاکے بارے میں خود اُنہیں کے اقوال سے

یہ تو مشہور عام ہے کہ ہمارے آریہ سماجی بھائی اپنی کتابوں کے مطابق یا غیر مطابق تین چیزوں یعنی ایشور۔ جیو۔ پرکرتی یا بہ الفاظ دیگر خدا۔ روح اور مادہ کو اناوی (یا انتیہ) یا ازلی مانتے ہیں۔ یعنی نہ ہی وہ کسی سے بنے ہیں اور نہ ہی وہ فنا ہونگے۔ لیکن اُن کی دینی کتابوں خصوصاً پنڈت دیانند جی کی "رگ وید آدی بھاشیہ بھومیکا" اُور ستیارتھ پرکاش" کو دیکھنے سے جو اُن کے ہاں نہایت ہی معتبر اور مستند کتابیں ہیں اُور ویدوں" کا حکم رکھتی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف یہی تین چیزیں بلکہ اُن کے سوا اور بھی کئی چیزیں ازلی یا اناوی ہیں۔ یعنی

(۱) ایشور۔ اس کے لئے حوالجات کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ امر مسلمۂ عام ہے۔ اور اکثر اُن کتابوں میں مذکور ہے۔ مزید بیان کیلئے دیکھو ٹریکٹ "وید اور ایشور" نا کو۔

(۲) جیو یعنی روح۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جیو اور "ایشور" دونوں بالذات چیتن

ذی عقل (طبیعت) دونوں کی پاک غیر فانی دھار مک وغیرہ ہے" (ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۹۴۷ء صفحہ ۲۱۷) "جیو (روح) اشاشوت (ازلی) یعنی قدیم ہے۔ اور اُسکے اعمال بھی پرواہ (رَوپ دورِ تسلسل) سے نِتیہ (ازلی) ہیں" (ایضاً صفحہ ۲۴۶) پھر جینیوں کے خلاف لکھتے ہوئے ایک سوال کے جواب میں سوامی دیانند جی لکھتے ہیں "جیو اور کرموں کا تعلق چھلکے اور بیج کی طرح نہیں بلکہ انہوں کا تعلق سمواۓ (لازم ملزوم) ہے" (ایضاً صفحہ ۴۷۸ و ۴۷۷) پھر اس سوال کے جواب میں کہ "وہ چار رشی تو دنیا کے شروع میں پیدا ہوئے تھے پھر اُن کے پچھلے پُن (نیک اعمال) کہاں سے آگئے؟" پنڈت جی لکھتے ہیں کہ "تمام جیو اپنی ذات سے انادی (ازلی) ہیں۔ اور اُن کے اعمال اور یہ تمام ذروں سے ملکر بنی ہوئی دنیا پرواہ (دورِ تسلسل) سے انادی (ازلی) ہے" (دیکھو مکا صفحہ ۱۱)۔ انکے علاوہ مذکورہ بالا ہر دو کتابوں میں اور بہت سے مقامات ایسے پائے جاتے ہیں جن میں جیو اور اُس کے کرموں اور صفات کو انادی مانا گیا ہے۔

(۳) جیو کے کرم ازلی ہیں۔ (دیکھو اوپر نمبر ۲ میں حوالجات)۔ لیکن ظاہر ہے کہ کرم دو قسم کے ہیں یعنی اچھے اور بُرے۔ لہٰذا ہر دو اقسام کے کرم ازلی ہوئے۔ اور جب بندھ اور موکش بھی انادی ہیں (دیکھو نیچے نمبر ۱ میں) تو کرم جو اُن کا موجب ہیں وہ بھی انادی ہوئے۔ اور بقول پنڈت دیانند جی مہاراج "جو شے غیر فانی ہوتی ہے اُسکی تمام صفات اور فعل بھی غیر فانی ہوتا ہے" (دیکھو مکا صفحہ ۲۰) تو جیو کے کرموں کے ازلی ہونے میں کوئی شک باقی نہ رہا۔

(۴) یہ کائنات ازلی ہے۔ چنانچہ مرقوم ہے۔ "یہ تمام ذروں سے ملکر بنی ہوئی دنیا پرواہ (دورِ تسلسل) سے انادی (ازلی) ہے" (دیکھو مکا صفحہ ۱۱)۔ "سوال۔ کبھی دنیا کا آغاز ہے یا نہیں؟ جواب نہیں۔ جیسے دن کے پہلے رات اور رات کے پہلے دن۔ نیز دن کے پیچھے رات اور رات کے پیچھے دن برابر چلا آتا ہے۔ اسی طرح پیدائش کے پہلے پرلے اور پرلے کے پہلے پیدائش۔ نیز پیدائش کے پیچھے پرلے اور پرلے کے پیچھے پیدائش ازلی زمانہ سے یہی دور چلا آتا ہے اس کا شروع یا انتہا نہیں۔ البتہ جیسے دن یا رات کا آغاز اور اختتام دیکھنے میں آتا ہے اُسی طرح پیدائش اور پرلے کا آغاز اور

اختتام ہوتا ہے" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۵)۔

(۵) پرکرتی ازلی ہے "ایشور، جیو۔ کائنات کی علت مادی (پرکرتی) یہ تینوں چیزیں ازلی ہیں۔" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۳۰) "تم گنوں کی ہیئت مجموعی یعنی پرکرتی" (ایضاً صفحہ ۲۲۵) "غیر فانی علت مادی یعنی پرکرتی" (ایضاً صفحہ ۲۳۵ و ۲۴۲)۔

(۶) وید ازلی ہیں۔ سوامی دیانند جی ایشور کی چند صفات کا ذکر کر کے آخر میں لکھتے ہیں! "انہیں صفات مذکورہ بالا سے موصوف اور ہمیشہ غیر متغیر بالذات غیر مولود۔ ازلی و ابدی لاانتہا قدرت والے ایشور سے ظاہر ہونے اور اس ایشور کے علم میں موجود رہنے سے وید کا حق المعانی سے مشہور غیر فانی ہونا ثابت ہے" (رگ وید بھومکا صفحہ ۲۱)۔ پھر صفحہ ۲۵ پر لکھتے ہیں کہ "جو نیست ہے وہ ہست نہیں ہو سکتا اور جو ہست ہے وہ نیست نہیں ہو سکتا (یعنی نیستی سے ہستی اور ہستی سے نیستی ہونا ممکن ہے) جو ہے وہی ہوگا۔ اس منطق سے بھی ویدوں کا غیر فانی ہونا قابل پذیرائی ہے" ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۲ پر ویدوں کے دائمی ہونے کا ثبوت ان الفاظ میں مسطور ہے "پرمیشور کے دائمی ہونے کے باعث اس کے علم وغیرہ صفات بھی دائمی ہیں۔ جو اشیاء دائمی ہیں ان کی صفات اور فعل اور فطرت بھی دائمی ہیں۔ اور غیر دائمی جوہروں کے غیر دائمی ہوتے ہیں"۔

(۷) ویدوں کے الفاظ ازلی ہیں۔ ویدوں کے انادی ہونے کی بابت لکھتے ہوئے پنڈت جی مہاراج اس پر تنجلی منی کی شہادت ان الفاظ میں درج کرتے ہیں "چنانچہ مہا بھاشیہ کے مصنف پتنجلی منی جی کتاب مذکور کے پہلے آہنک اور نیز کئی مقاموں پر لکھتے ہیں کہ جسقدر الفاظ ویدوں میں آئے ہیں۔ اور نیز وہ الفاظ جو دنیا میں مشہور ہیں سب غیر فانی ہیں۔ کیونکہ الفاظ کے اندر غیر متغیر لے زوال غیر متحرک حذف نہ ہونے والے انادی سے بری اور تغیر قبول کرنے سے جدا ہوتے ہیں" (رگ وید بھومکا صفحہ ۱۹)۔

(۸) دنیا بھر کے الفاظ ازلی ہیں (دیکھو نمبر ۷ میں پتنجلی کا عقیدہ) نیز ایک اور مقام میں لکھتے ہیں۔ اسلیے لفظ آکاش کی طرح ہمیشہ غیر فانی ہے۔ اور ویاکرن کے مذکورہ بالا حوالوں سے

تمام لفظوں کا غیر فانی ہونا ثابت ہے پھر وید کے لفظوں میں تو کلام ہی کیا" (دیکھو صفحہ ۱۲)۔

(۹) اکاش ازلی ہے (دیکھو نمبر ۲ میں حوالہ) نیز دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۰ پر مترجم کا نوٹ "اکاش کی کبھی پرلے نہیں ہوتی کیونکہ وہ اتصال سے پیدا نہیں ہوتا" حالانکہ مذکورہ بالا اشیاء کی پرلے اور پیدائش دونوں ہوتے ہیں اور پھر بھی وہ انادی یا ازلی ہی ہیں تو اکاش کے انادی ہونے میں کلام ہی کیا۔

(۱۰) بندھ اور موکش بھی انادی ہیں نمبر ۳ کے اس بیان سے کہ جیو اور اس کے کرم دونوں انادی ہیں صریح نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بندھ اور موکش بھی انادی ہیں کیونکہ انادی کرموں کے خواہ وہ نیک ہوں یا بد پھل بھی جو موکش اور بندھ ہیں انادی ہونگے۔ کیونکہ کارن اور کاریہ میں سموائے سمبندھ یعنی لازم ملزوم کا تعلق ہوتا ہے۔ اور پنڈت دیانند جی بھی فرماتے ہیں کہ "جیسے اس وقت جیو بندھ اور مکت ہیں ویسے ہی ہمیشہ رہتے ہیں بندھ اور موکش کا تمامیت (انقطاع) ہرگز نہیں" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۷۱ و ۲۷۲)۔

انادی اشیاء کی مذکورۃ الصدر فہرست پر جب ہم سطحی نظر ڈالتے ہیں تو یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ ان دس انادی اشیاء میں سے ایشور اور جیو تو چیتن ہیں۔ یعنی ذی عقل اور صاحب ہوش و شعور ہیں۔ طبیعت دونوں کی پاک غیر فانی اور دھارمک وغیرہ ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۱۰)۔ مگر باقی ماندہ آٹھ چیزیں جڑ یعنی غیر ذی عقل اور غیر ذی ہوش و غیر شعور ہیں۔ یا اگر ہم ان چیزوں کو جن کا باہم کچھ پیوستگی یا تلازم پایا جاتا ہے ایک ایک جنس میں اکٹھا کریں تو ان کی تعداد یوں ہو گی۔ ایشور۔ جیو (کرم بندھ اور موکش) کائنات (پرکرتی - دنیا بھر کے مشہور الفاظ) - وید (وید کے الفاظ) اکاش۔ یعنی کل پانچ چیزیں رہ جاتی ہیں جو اپنے تمام صفت فعل اور فطرت میں مختلف ہیں تو سوال لازم آتا ہے کہ ان کے درمیان ایسی مغائرت اور مخالفت کیوں ہو پھر پنڈت جی کے قول کے مطابق پرکرتی "ستو رج تم گنوں کی ہیئت مجموعی"

ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۱)۔ اور جیو اور ایشور پاک اور دھارمک وغیرہ ہیں
(جیسا کہ اوپر مذکور ہوا) تو یہ ستوگن کی ہیئت مجموعی ہوئے۔ اور یہ دونوں گن انادی
ہیں کیونکہ انادی چیزوں کی صفت اور فطرت ہیں تو رجوگن سے وہ خالی ہوئے
اور رجوگن حادث ہوا۔ لیکن کائنات میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ تینوں گنوں سے
مرکب ہے یا تینوں گنوں کی ہیئت مجموعی ہوتی ہے۔ اور رجوگن کہاں سے نہیں آگیا
پھر اگر جیو اور ایشور میں ستوگن ہیں اور کائنات میں ست، رج، تم تینوں گن
پائے جاتے ہیں تو کائنات جیو ایشور اور پرکرتی کی مرکب ہوئی۔ اس صورت
میں جس طرح جیو اور پرکرتی کائنات میں شامل ہیں اسی طرح ایشور بھی کائنات
میں شامل ہے۔ پس کائنات ایشور جیو اور پرکرتی سے مل کر بنی ہے۔ یعنی ان تینوں
چیزوں سے مرکب ہے اور جو مرکب ہے وہ حادث ہے۔ پس چونکہ کل حادث ہے
اس لئے اس کے اجزا بھی حادث ہوئے۔ چاروں وید اور کائنات یعنی تینوں نہیں جو ایشور
اور پرکرتی بھی جو کہ چیتن نہیں۔ پس وید اور اکاش۔ ساوی ہیں پرکرتی کے جیسے
چونکہ تینوں گنوں کی ہیئت مجموعی ہے۔ اسلئے وید اور اکاش بھی تمام گنوں کی حیثیت مجموعی
ہوئے۔ اور ستوگن اور رجوگن سے خالی ہوئے۔ اور اگر وید [illegible] دنیا میں اور اگر وید
کا تعلق ایک جانب ایشور کے ساتھ ہو اور دوسری جانب انسان کے ساتھ تو
وید تین گن نسبت ستوگن ہوئے۔ اور چونکہ وید اور ویدوں کے الفاظ حروف متحرک وغیرہ
حروف سے مرکب ہے اور وید الفاظ سے مرکب ہیں لہذا وہ جز ہیں۔ کیونکہ چیتن
کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ متحرک ہو بالارادہ۔ نیز چونکہ وید مرکب ہیں اس لئے وہ
حادث ہوئے۔ کیونکہ وہ الفاظ کے اتصال سے بنے ہیں اسلئے وہ ازلی یا غیر فانی
یا دائمی نہیں۔ پس ان دس یا کم از کم پانچ ازلیات میں یہ مابہ الاشتراک اور
مابہ الافتراق کیوں؟

پھر اگر ان دسوں چیزوں کو ازلی تسلیم کیا جائے تو لازم ہے کہ وہ ابدی بھی مانی جائیں کیونکہ "جو ہست ہے وہ نیست نہیں ہو سکتا" (دیکھو صفحہ ۲۵) اور جس کی پیدائش نہیں اُس کی فنا بھی نہیں۔ وہ اپنی ذات اور صفات اور فعل اور فطرت میں دائمی یعنی ازلی و ابدی ہونیکے سبب سے اپنی ہستی قیام فطرت اور فعل میں محتاج بالغیر نہیں۔ یعنی وہ ان میں سے کسی امر میں کسی کے محتاج نہیں۔ اور نہ ہی سب مل کر کسی ایک کے محتاج ہیں۔ پس وہ سب ان امور مندرجہ صدر میں مساوی ہیں۔ اور جہاں مساوات ہے وہاں کسی کو کسی کا احتیاج نہیں۔ اور یہ اشیاء کا کمال ہے۔ اگر ان میں سے کوئی کسی امر میں کسی سے کم ہے تو وہ اُس کا نقص ہے۔ اور ناقص شے ہمیشہ زوال پذیر اور فنا پذیر ہوتی ہے۔ پس مساوی ہونے کی وجہ سے وہ ہر امر میں مستغنی عن الغیر ہیں۔ اور محتاج بالغیر نہیں۔ لہٰذا اُن میں سے کسی کا کسی پر قبضہ و اختیار بھی نہیں۔ لیکن کیا ہمارا روزمرہ کے تجربہ مشاہدے اور علم میں یہ بات نہیں کہ ایک چیز دوسرے کی محتاج ہے۔ اور آخر سب چیزیں صرف ایک چیز یا ہستی بالذات پاک ازلی اور مختار ایک ہستی کی محتاج ہیں۔ پس جو محتاج ہیں وہ اپنی ہستی قیام فطرت اور فعل میں ناقص ہونے کی وجہ سے اُس ہستی سے کم ہیں جس سے کہ وہ محتاج ہیں۔ اور صرف ایک ہی ہستی محتاج بالغیر ہو کر تمام محتاج بالغیر ہستیوں پر خدایانہ اور مالکانہ قدرت اور اختیار رکھتی ہے۔ اور وہ ایشور ہے۔ لیکن اگر سب کو ازلی اور ابدی نامحتاج مانا جائے تو اُن سب میں مساوات ہو گی۔ اور جہاں مساوات ہے وہاں احتیاج اختیار اور قبضہ مفقود ہے۔

انجیل شریف میں کئی بعض ازلی اشیا کا ذکر آیا ہے۔ اسلئے ناظرین رسالہ ہذا اُن پر بھی ذرا نظر ڈالیں "برّہ . . . جو بنائے عالم کے وقت سے ذبح ہوا ہے" (مکاشفہ ۱۳: ۸) یہ وہی ہے جس نے وعدہ کیا تھا کہ میں الفا اور اومیگا . . . ہوں

اوّل اور آخر ہوں (مکاشفہ ۱ - ۸ و ۱۷) جس پر ایمان لانے والوں کو یہ حقوق حاصل ہیں
ہمارے خداوند یسوع مسیح کے خدا اور باپ کی حمد ہو جس نے ہم کو مسیح میں آسمانی
مقاموں پر ہر طرح کی روحانی نعمت بخشی۔ چنانچہ اس نے ہم کو بنائے عالم سے پیشتر اس
میں چن لیا تاکہ ہم اس کے نزدیک محبت میں پاک اور بے عیب ہوں ..... اسی میں
ہم بھی اس کے ارادے کے موافق جو اپنی مرضی کی مصلحت سے سب کچھ کرتا ہے پیشتر سے مقرر ہو کر
میراث بنے (افسیوں ۱ - ۳ سے ۱۴) - اگر کوئی کتاب ازلی ہو بھی جب تک ہم اس
ازلیت اور حیات ابدی و نجات سرمدی میں حصہ نہ لے سکیں تو ہمیں کیا فائدہ؟ پس اس
ازلی و ابدی کلام پر ایمان لا کر ابدی میراث کے وارث بنو۔

لیکن باوجود اس کے یہ کہنا کہ جیو اور پرکرتی ایشور کے تابع ہیں نہ صرف نامعقول ہی
نہیں بلکہ محض فضول ہے۔ کیونکہ ان کے درمیان یعنی جیو اور ایشور کے یا جیو اور پرکرتی کے
یا ایشور اور پرکرتی کے درمیان اگر یہ تینوں چیزیں انادی مانی جائیں کسی قسم کا سمبندھ
نہیں ہے۔ پنڈت دیانند جی نے جو ان کے درمیان راجہ اور رعیت کا سمبندھ قائم کیا ہے
وہ درست نہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ "جیسے راجہ اور رعیت ایک ہی وقت میں ہوتے
ہیں۔ اور راجہ کے ماتحت رعیت ہوتی ہے۔ ویسے ہی پرمیشور کے ماتحت جیو اور مادی
اشیاء ہیں۔ جب پرمیشور سب مخلوق کا بنانے والا اور جیو کے اعمال کا ثمر دینے والا سب
کا ٹھیک ٹھیک محافظ اور لامحدود طاقت والا ہے تو محدود طاقت والا (جیو)
اور مادی اشیاء اس کے ماتحت کیوں نہ ہوں" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۱) ہاں اگر
سب چیزوں کا جس میں جیو اور پرکرتی اور وہ سب مذکورہ بالا چیزیں بھی شامل ہیں جن
کو انادی مانا جاتا ہے ایشور ہی بنانے والا یعنی خالق ہے تب تو جیو اور پرکرتی کے اور ایشور
کے درمیان مخلوق اور خالق کا سمبندھ یعنی تعلق ضرور ہوا۔ اور چونکہ مخلوق شے اپنی
ہستی و قیام فطرت اور فعل میں اپنے خالق کی محتاج ہے اسلئے مخلوق اشیاء اپنے خالق

کے ماتحت بھی ہوئی اور راجا اور رعیت کا تعلق اُن میں ہونے کے سبب وہ سب چیزیں ایشور کے قبضہ اور اختیار میں ہیں۔ اور یہ مثال درست ہے۔ لیکن جب ایشور پرکرتی اور جیو وغیرہ انادی اشیاء کا "بنانے والا" ہی نہیں اور ایشور خالق اور وہ اشیاء "مخلوق" ہی نہیں تو اُس میں اور اُن میں کسی قسم کا تعلق نہ ہونے کے سبب سے اُس کا اُن پر کسی قسم کا قبضہ اور اختیار بھی نہیں۔ اور جب اُس کو اُن پر کسی قسم کا اختیار نہیں تو وہ "جیو کے اعمال کا ثمرہ دینے والا سب کا حسیب، ٹھیک ٹھیک محافظ اور راجہ و طاقت والا" بھی نہیں ہو سکتا اور جب جیو اور اس کے کرموں اور کرموں کے پھلوں، بندھن اور موکش میں وہ سوامی بھی نہیں ہے تو پھر غیر کا کچھ بھی تعلق نہ رہا۔ جب ایشور اور جیو دونوں ہستیاں بالذات ہیں اور طبیعت دونوں کی پاک ازلی اور بے عیب وغیرہ ہے یعنی ذات، صفات اور طبیعت میں دونوں مساوی ہیں تو پھر اُن کے ماتحت ہونے کے کیا معنی؟ ماتحت تو وہی ہوتا ہے جو اپنا ہستی قیام فعل اور فطرت میں کسی ایسی ہستی کا محتاج ہو جو اپنی ہستی قیام فعل اور فطرت میں کسی کا محتاج نہ ہو۔ یاد رہے کہ ہمارا روئے سخن ازلی وجودوں کی طرف ہے نہ کہ بنانے والے وجود اور بنے ہوئے وجودوں کی طرف۔ سوال تو بنائی ہوئی چیزوں کے ساتھ ایشور کے تعلق کا نہیں بلکہ نہ بنی ہوئی یعنی انادی چیزوں کے ساتھ ایشور کے تعلق کا ہے۔ سوامی جی نے اس جگہ خوب مغالطہ دیا ہے۔ پس نہ تو جیو اور پرکرتی اور دیگر اشیاء ایشور کے ماتحت ہو سکتی ہیں نہ ایشور کو اُن پر حق خالقانہ اور قبضہ کسی نوع سے حاصل ہو سکتا ہے۔ پس سوامی جی کی راجا اور رعیت والی مثال ایشور اور جیو اور پرکرتی کے باہمی تعلق کے بارے میں بالکل نادرست اور مغالطہ دِہ ہے۔

پھر راجہ کو رعایا پر کئی طرح سے حق حاصل ہوا کرتا ہے۔ مثلاً وہ حق جو راجہ کو اپنے باپ دادوں سے مسلسل حاصل ہوتا ہے۔ یعنی حق موروثی یا کسی ملک پر حملہ کرکے اور جبراً وہاں کے لوگوں کو فتح کرکے اپنے قبضہ و اختیار میں لے آنا۔ یعنی حق فاتحانہ حاصل ہوتا ہے

وہ اُن کے پہلے راجہ کو اُن سے جبراً جُدا کر دیتا ہے۔ اُس کی حکومت کو غصب کر لیتا ہے لوگوں کی آزادی آرام اور خوشی زائل کر دیتا ہے گو بعد میں اپنی مرضی اور اختیار سے امن پیدا کرکے اُن کو ظاہری طور پر خوش اور مطمئن کر دے۔ یہ فاتحانہ اختیار ہے۔ ظلم اور جبر ہے نامناسب ہے مذموم ہے۔ بیمار بنایا اپنے پہلے راجہ کے جور و جفا سے تنگ آکر اور کسی دوسرے راجہ کے حسن اخلاق اور نیک سلوک کی وجہ سے خوش ہو کر اپنے پہلے راجہ سے بغاوت کرتی اور دوسرے کو اپنا راجہ بنا لیتی ہے۔ یہ تصرف بالرضا اور محبت جائز بھی ہوگا۔ [illegible] آریہ سماجی نہیں [illegible] ویدانتی کہلا کر درست ہے کیونکہ آریہ قوم تو سب ہے [illegible] آج ہندوستان میں آباد ہیں [illegible] اُن [illegible] کی باہر سے آکر ہمارا آباد ہوگئے [illegible] سمجھتے ہیں کہ حقوق کی بابت بالا [illegible] میں ہے کسی قسم کا حق ایشور کو جیو اور پرکرتی اور باقی دیگر مادی اشیاء پر حاصل ہے۔ پس دیانند جی کی راجہ اور رعیت والی مثال اور اُس کی غرض بیہودہ و غلط مقصد ہیں۔

پھر [illegible] جیو اور اُس کے کرموں میں سمواے سمبندھ ہے [illegible] ستیارتھ پرکاش [illegible] کرموں کے پھلوں میں بھی [illegible] ہے اور [illegible] کیونکہ بقول پنڈت جی [illegible] اور [illegible] کا نہایت انقطاع ہرگز نہیں (ستیارتھ پرکاش [illegible]) [illegible] سمواے سمبندھ ہے تو جیو کے اعمال کا ثمرہ دینا بھی ایشور کے ہاتھ سے نکل گیا۔ کیونکہ اول تو کرم اور اُسکے پھل میں سمواے سمبندھ ہے یعنی لازم و ملزوم کا تعلق ہوتا ہے۔ جیسے آگ میں ہاتھ ڈالو تو ہاتھ جل جاتا ہے۔ زہر کھا لینے سے آدمی مر جاتا ہے۔ کام بگڑ جانے سے دکھ پیدا ہوتا ہے وغیرہ۔ اُسی طرح جیو اپنے بھلے اور بُرے کرموں کا نتیجہ خود بخود بھوگ لیتا ہے۔ جیو خواہ چاہے یا نہ چاہے کرم اُس سے ضرور ہونگے اور اُن کا نتیجہ بھی خود بخود اُن کو بالضرور ملیگا۔ کوئی ایسا آن نہیں جبکہ اُس سے افعال نہ ہوں اور اُن کے نتائج اُسے بھوگنے نہ پڑیں۔ کیونکہ ازلیت اُن پر جاری ہے اور وہ زمانہ کی قید سے خارج اور سمواے سمبندھ سے جکڑے ہوئے ہیں۔ پھر دنیا میں جو افعال ہوتے ہیں وہ سب کے سب یا تو نسبتاً بھلے اور بُرے ہوتے ہیں یعنی

حاکم کے حکم کی نافرمانی بُری اور نافرمانبرداری بھلی ہوتی ہے۔ یا دوسرے کو اگر کسی کے فعل سے نقصان یا رنج پیدا ہو تو وہ بُرا اور اگر فایدہ یا خوشی حاصل ہو تو وہ اچھا فعل کہلاتا ہے۔ یا کسی کے اپنے ہی فعل سے اپنے ہی آپ کو نفع یا ضرر پہنچے تو وہ اپنے ہی آپ کیلئے اچھا یا بُرا ٹھہر جاتا ہے۔ پس جب کہ جیو اور اُس کے کرم ازلی ہیں تو وہ نہ تو کسی اخلاقی حاکم کے حکم کے خلاف ہو سکتے ہیں نہ مطابق۔ نہ کوئی جیو کا اخلاقی حاکم ہے نہ اُس کا اخلاقی حکم۔ اور حاکم اور محکوم میں لازم ملزوم کا تعلق ہوتا ہے۔ مگر جیو اور پرمیشور میں یا پرکرتی میں تو سوامی کا سمبندھ ہی نہیں تو پھر جیو کے افعال جو ازلی ہیں نسبتی نہیں ہو سکتے یعنی وہ افعال نہ تو کسی حاکم کے حکم کی خلاف ورزی ہیں نہ ہی کسی کو نفع یا ضرر پہنچانے کے سبب سے بھلے یا بُرے ہو سکتے ہیں۔ اور نہ ہی خود فاعل ہی کو وہ نفع یا ضرر پہنچانے کے سبب سے بھلے یا بُرے قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ پس ازلی جیو کے ازلی افعال جب نسبتی نہ ہونے کے سبب سے بھلے یا بُرے نہیں ہو سکتے تو ظاہر ہے کہ ازلی جیو کے ازلی افعال فی نفسہٖ بُرے نہیں ہو سکتے اور نہ ہی بھلے ہو سکتے۔ کیونکہ بھلائی اور بُرائی کا مفہوم نسبتی تعلق ظاہر کرتا ہے۔ پس ظاہر بلکہ اظہر ہے کہ جیو کو انادی مان لینے سے اُس کے کرموں کی جو ازلی ہیں بھلائی اور بُرائی معدوم و مفقود ہو جاتی ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے بندھن اور موکش بھی جو پنڈت دیانند جی کے کہنے کے مطابق ازلی ہیں مفقود ہو جاتے ہیں۔ اور وید جو ایک اخلاقی حاکم کے احکام کا مجموعہ ہیں ازلی نہیں ٹھہرتے۔ پس ظاہر ہے کہ ایشور جیو اور پرکرتی اور دیگر انادی اشیاء میں نہ تو سوامی کا سمبندھ ہے اور نہ ہی راجہ اور رعیت کا سا۔ یہ نتیجہ ایشور کے سوائے اور چیزوں کو ازلی یا انادی ماننے سے نکلا۔

پھر کہا جاتا ہے کہ انادی دو قسم کا ہوتا ہے۔ پرواہ (تواتر) سے انادی اور مسلسل انادی چنانچہ سوامی جی ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۷۸ پر لکھتے ہیں کہ "ایسے جیو کا بندھن اور مکت ہونا پرواہ (تواتر) سے انادی مانو مسلسل انادی نہیں" معلوم نہیں کہ پنڈت جی کا یہ کہنا

کیا معنی رکھتا ہے۔ آخر انادی انادی ہے اُسمیں کسی قسم کا فرق سمجھ لو مگر دراصل فرق نہیں ہے۔ شاید آپ کا یہ مطلب ہے کہ ایک وقت میں جیو سے نیک اعمال ہوتے ہیں اور وہ مکتی کی خوشی بھوگتا ہے جو نیک اعمال کا پھل ہے۔ پھر کبھی بُرے اعمال کرتا ہے اور بندھن میں آتا ہے جو بُرے اعمال کا پھل ہے اور یہ تواتر یعنی پیچھے بعد دیگرے آنا اور موقوف ہونا ازل سے ابد تک جاری ہے۔ پس پرواہ سے انادی ہونا مسلسل انادی ہونے کا مجموعہ ہوا۔ یا پہلا دوسرے کے اندر شامل ہوا۔ اور یہ تغیر اور تبدیل ہوا۔ اور جو چیز متغیر ہے وہ انادی نہیں بلکہ حادث ہے تو ازلیت کے اندر حدوث ہوا۔ لیکن یہ حدوث بھی ازل سے ہے۔ اس حدوث کا کبھی خاتمہ نہیں۔ پس ازلیت حدوث ہوا اور حدوث ازلیت ہوا۔ اور یہ اجتماع ضدین ہوا جو محال ہے۔ اور یہ کہنا بھی درست نہیں کہ جیو کے بندھن اور موکش حادث ہیں کیونکہ قبل ازیں بتا دیا جا چکا ہے کہ بندھن اور موکش انادی ہیں۔ پس بندھن اور موکش بہرصورت ازلی ہیں یا حادث ہیں۔ بصورت اول بندھن سے چھوٹ کر مکت کی حالت میں آنے کی کوشش کرنا فضول ہے۔ بصورت دوم کوشش انادی ہے۔ نیز بصورت دوم حادث نتائج کے حادث افعال کا فاعل بھی حادث ہوا۔ کیونکہ "جو شے غیر فانی ہوتی ہے اس کا نام صفت اور فعل بھی غیر فانی ہوتا ہے۔ کیونکہ اُن کا جوہر آدھار غیر فانی ہے ۔۔۔ جو شے غیر فانی نہیں ہوتی اُس کے یہ دھرم بھی غیر فانی نہیں ہوتے" دیکھو سکا صفحہ ۲۱ پس جیو حادث ہوا نہ کہ ازلی۔

پھر سوامی جی ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۶، ۲۴۷ پر مکتی اور بندھن کی پیدائش کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں "پرمیشور کے حکم کی بجا آوری سے۔ ادھرم۔ اودیا۔ بد صحبت۔ بُرے اثرات اور بدعادات کے پرہیز سے راست گوئی۔ رفاہ دیگراں۔ ودیا۔ اور بے لاگ دھرم حمایت انصاف دھرم کی ترقی دینے سے مذکورہ بالا طریق پر پرمیشور کی ستتی (حمد و ثنا) پرارتھنا (مناجات) اور اُپاسنا (عبادت) یعنی یوگ کی مزاولت کرنے سے علم کے پڑھنے پڑھانے اور دھرم سے جدوجہد کئے گیان کو ترقی دینے سے۔ سب سے عمدہ سادھن (حصول) کامیابی کے متعلق

عقل اور تدبیر کو کام میں لانے سے اور جو کچھ کیا جائے وہ سب سے زُود رعایت انصاف
اور دھرم کے مطابق ہو، کیا جائے پانچ قسم کے سادھنوں سے مکتی ہوتی ہے۔ اور اس کے برعکس
ایشور کے حکم کی خلاف ورزی اعمال سے بندھ ہوتا ہے" یہاں پنڈت جی نے بتایا ہے کہ بندھ
اور موکش اسباب و سادھنوں یعنی وسائل سے ہوتے ہیں۔ لیکن ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۱ میں وہ
پھر فرماتے ہیں کہ "وسائل کے ذریعہ سے حاصل ہوئی شئے ہرگز دوامی نہیں ہو سکتی" پس بندھ
اور موکش ازلی نہیں حادث ہوئے۔ اور ایک قول سے دوسرے قول کی تردید ہوتی ہے۔
آپ کے کس قول کو ترجیح مانا جا سکتا ہے؟ اگر یہ کہا جائے کہ جیو کا بندھن اور مکتی ہونا پرواہ (تواتر)
سے انادی یا تو مسلسل انادی نہیں تو البتہ اگر ایک عرصہ تک رہ کر ٹوٹ جاوے وہ عرصہ
کتنا ہی دراز کیوں نہ ہو آخر کو ٹوٹ جائیگا۔ اور مسلسل نہ رہیگا۔ پس بندھ اور موکش
حادث ہوئے کیونکہ وہ مسلسل انادی نہیں۔ پس بندھ اور موکش غیر فانی نہیں لیکن
بندھ اور موکش جیو کے عرض ہیں اور جیو اُن کا معروض یا سوامی جی کے الفاظ میں جیو جوہر یا
آدھار یا آدھیشٹھان ہے۔ پس جب عرض حادث ہے تو اس کا معروض بھی حادث ٹھہرا۔
کیونکہ جوہر (آدھیشٹھان) کے بغیر نام صفت اور فعل وغیرہ عرض قیام نہیں پا سکتے کیونکہ
یہ ہمیشہ دوسرے کے سہارے رہتے ہیں۔ جو شئے غیر فانی نہیں ہوتی اس کے یہ عرض بھی
غیر فانی نہیں ہوتے۔ غیر فانی وہی شئے ہوتی ہے جس کی پیدائش اور فنا نہ ہو۔ (دیکھو صفحہ
۲۴۹) پس عرض کے یعنی بندھ اور موکش اور کرموں کے جو بندھ اور موکش کے سادھن
یعنی وسائل ہیں، غیر فانی نہ ہونے سے جیو بھی جو اُن کا جوہر یا آدھار یا (آدھیشٹھان)
ہے غیر فانی نہ رہا۔ یعنی جیو غیر فانی نہیں ہے۔ ازلی نہیں ہے۔ فانی ہے حادث ہے۔ پھر
ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۲ پر پنڈت جی تحریر کرتے ہیں کہ "جیو کبھی نیند اور پڑے ہیں علم سے
خالی ہو جاتے ہیں لیکن پرمیشور کا "علم جاودانی" ہے۔ جس سے ثابت ہے "علم" جو جیو کا
عرض ہے فانی ہے۔ لہٰذا جیو جو اُس کا جوہر ہے وہ بھی فانی ہے۔ کیونکہ "جو شئے غیر فانی نہیں

ہوتی۔ اُس کے یہ دو عرض بھی غیر فانی نہیں ہوتے"۔

اوپر کے تمام بیان سے جو پنڈت دیانند جی مہاراج کے اقوال پر نہایت مختصر اور خفیف سی جرح ہے بخوبی ثابت ہے کہ ایشور کے سوائے جیو۔ اُس کے کرم۔ پرکرتی۔ بندھ اور موکش وید وغیرہ اشیاء جن کو پنڈت جی نے اناوی مانا ہے ازلی نہیں بلکہ حادث ہیں غیر فانی نہیں بلکہ فانی ہیں۔ پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان دسوں ازلی چیزوں میں سے ہر ایک چیز کو پہچاننے کے لئے کہ آیا وہ ازلی ہے یا نہیں معیار کیا ہے؟ یا بہ الفاظ دیگر وہ کونسی باتیں ہیں جو کسی ازلی اور ابدی شے میں لازمی ہیں؟ یا وہ کسوٹی کیا ہے جس سے ہم پرکھ سکتے ہیں کہ فلاں شے ازلی ہے اور فلاں شے نہیں۔ لیکن پیشتر ازینکہ ہم کوئی ایسا معیار یا مشتی یا اعلیٰ تصور ازلیت کا قائم کریں یہ جان لینا لازمی ہے کہ وہ معیار یا مشتی ہر نہج سے کامل ہو۔ کسی قسم کا اُس میں نقص یا عیب نہ ہو یعنی وہ معیار جامع اور مانع ہو۔ جامع یہ کہ تمام کمالات جو کبھی ذہن میں آسکتے ہوں اُس میں جمع ہوں کوئی کمال اُس سے چھوٹ نہ جائے۔ اور مانع یہ کہ کوئی نقص اُس میں داخل نہ ہو۔ معیار یا مشتی ایسا ہونا چاہئے کہ جس کو از خود سب تسلیم کریں وجہ انکار کوئی باقی نہ رہ جائے۔ مثلاً سونے کے لئے کسوٹی ہوتی ہے۔ سونا اُس پر گھس کر پرکھا جاتا ہے کہ آیا وہ کھرا ہے یا کھوٹا۔ کم قیمت کا ہے یا زیادہ قیمت کا۔ تمام دنیاوی کاروبار میں ہر ملک و دیار میں ہر چیز کے لئے اپنا اپنا مقیاس یا معیار مسلّم و مقرر و مروج ہے کسی کو اُن سے انکار نہیں۔ اُنہیں کے مطابق ہر شے کا اندازہ لگایا جاتا ہے اور اُنہیں سے دنیا کے سب کاروبار چلتے ہیں۔ اخلاقی امور کا بھی معیار یا اعلیٰ تصور ہوتا ہے۔ مثلاً روزمرہ کے داد و ستد میں پیمانہ۔ وزن یا شمار وغیرہ چیزیں ہوتی ہیں۔ جو چیز اُس پیمانہ یا وزن یا شمار میں کم ہوتی ہے اُسے کم۔ یا زیادہ ہوتی ہے اُسے زیادہ۔ یا برابر ہوتی ہے اُسے برابر کہا جاتا ہے۔ اسی طرح جن چیزوں کو ازلی کہا جاتا ہے اُن کی ازلیت معلوم اور معین کرنے کے لئے کوئی ایسا معیار یا مشتی یا اعلیٰ تصور یا کسوٹی جو ہر جا ہم برابر رکھا ہو مقرر و قائم

ہونی چاہیئے جس کے ذریعہ سے ہم دریافت کر سکیں کہ مذکورہ بالا دس چیزوں میں سے کون کون سی ازلی ہو سکتی ہیں اور کون کون سی نہیں۔ نہایت غور و فکر تلاش و تجسس کے بعد ہمیں اس امر پر مجبور ہونا پڑتا ہے کہ ان ہی دس چیزوں میں سے جو ازلی کہی جاتی ہیں کسی ایسی چیز کو ازلیت کا معیار یا مستثنیٰ بنا لیں جس میں تمام کمالات موجود ہوں اور کوئی نقص پایا نہ جائے اور سب اسکو تسلیم بھی کر لیں۔ ہماری دانست میں ان میں سے سوائے ایشور پرماتما کے کوئی ایسا ازلی وجود پایا نہیں جاتا جو ازلیت کا معیار یا مستثنیٰ بننے کی لیاقت رکھتا یا موزوں ہو۔ امید ہے کہ ازلیت کے اس معیار یا مستثنیٰ کو سب منظور فرمائینگے کیونکہ دنیا کے تمام مذاہب والے صرف ایشور پرماتما ہی کو ازلی و ابدی ہستی اور مجمع جمیع صفات و کمالات اور ہر قسم کے نقص یا عیب سے مبرّا و منزّہ جانتے اور مانتے ہیں۔ پوری توقع ہے کہ ہمارے آریہ سماجی بھائی بھی اس سے اتفاق کرینگے کیونکہ وہ بھی ایشور کو ایسا ہی مانتے ہیں۔ پس اب ہر شخص کا فرض ہے کہ جب کسی چیز کی ازلیت کا خواہ وہ جیو ہو یا پرکرتی وغیرہ سوال در پیش ہو تو مذکورہ بالا کسوٹی کی طرف رجوع کرے اور اپنے لئے فیصلہ کر لے۔ یہ بھی امید ہے کہ اس کسوٹی کو تسلیم کر لینے سے کسی شے کی ازلیت کے بارے میں اتمام حجت بھی ہو جائیگی۔

دوم۔ پنڈت دیانند جی کے دعوے کی پڑتال از روئے وید۔ پنڈت دیانند جی کی کتابوں ستیارتھ پرکاش اور بھومکا میں جیو اور دیگر اشیاء کی ازلیت یا انادی ہونے کی تعلیم پر غور اور خوض کرتے ہوئے یہ عجیب بات نظر آتی ہے کہ ویدوں میں سے کہیں بھی کوئی ایک حوالہ بھی پیش نہیں کیا گیا جس سے بالبداہت یا کنایت پنڈت جی کے دعوؤں کی تائید ہو سکتی ہو۔ اور تعجب اس پر ہے کہ پنڈت دیانند جی جیسا ودوان رشی مہرشی ویدوں کے عالم فاضل یکتا و یگانۂ روزگار جیسا کہ ہمارے آریہ سماجی بھائی مانتے ہیں، ایک بھی حوالہ ویدوں سے پیش نہ کرے! یہ صورت حال دو حال سے خالی نہیں۔ اول یا تو پنڈت جی مہاراج ویدوں سے واقف نہیں

اور نہ ہی ویدوں کے عالم ہیں۔ دوم یا یہ ویدوں کی تعلیم ہی نہیں اور ویدوں میں اس تعلیم کا ذکر تک پایا نہیں جاتا۔ شق اول تو قابل پذیرائی نہیں۔ ہاں البتہ شق دوم قابل تسلیم اور درست معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا امر جو قابل لحاظ اور اس کو مد نظر بھی رکھنا چاہئے یہ ہے کہ سوامی جی کے منتویہ (عقیدہ) کے مطابق ویدوں سے مراد صرف منتر سنگھتا ہے اپنشد نہیں۔ چنانچہ دیانند جی اس بارے میں اپنا منتویہ (عقیدہ) یوں بیان کرتے ہیں۔ "چاروں وید (علم اور دھرم پر مشتمل الہامی سنگھتا منتر بھاگ) کو منزہ عن الخطا سوتہ پرمان (مستند بالذات) مانتا ہوں۔ وہ بذات خود مستند ہیں۔ جن کے مستند ٹھہرنے کے لئے احتیاج کسی دوسری کتاب کی نہیں" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۴۲) اور اس سوال کے جواب میں کہ وید کس کا نام ہے پنڈت جی کہتے ہیں کہ "منتر سنہتا کا" اور اس سے اگلے سوال کے اس جواب میں کہ "کاتاین رشی کا قول ہے کہ منتر اور براہمن دونوں کا نام وید ہے" پنڈت جی کہتے ہیں کہ "وہ ایسا نہیں کہنا چاہئے کیونکہ براہمنوں کا نام وید نہیں ہو سکتا" (دیکھو [illegible] کا صفحہ ۵۵) اور اپنشد بھی وید سے خارج ہیں۔ چنانچہ اسی کتاب کے صفحہ ۵۵ پر یہ عبارت پائی جاتی ہے "براہمنوں میں اتہاس موجود ہے۔ مثلاً ایسا لکھا ہے کہ ایکبار دیو (عالموں) اور اسروں (جاہلوں) میں لڑائی ہوئی تھی۔" اور حسب ذیل مقامات پر دنیا کی ابتدا کا ذکر پایا جاتا ہے (۱) اے عزیز۔ وہ پرمیشور اس دنیا سے پیشتر موجود تھا۔ وہ اپنی ذات سے ایک اور بے عدیل تھا (چھاندوگیہ اپنشد پرپاٹھک ۶) (۲) اس کائنات سے پہلے صرف ایک آتما (پرمیشور ہی تھا) اور کوئی دوسری (قابل تمیز) چیز نہ تھی۔ (ایتریہ ارنیاک اپنشد ادھیائے ۱ کھنڈ ۱) (۳) اس سے پیشتر یہ کل پرمیشور ہی تھا (شت پتھ برہمن کانڈ ۱۱ ادھیائے ۱) (۴) اس سے پہلے یہ (کائنات) کچھ بھی (قابل بیان یا قابل تمیز) نہ تھی (شت پتھ برہمن کانڈ ۱۴ ادھیائے ۱ برہمن ۱ کنڈکا ۱)۔ اس قسم کا جس قدر مضمون برہمنوں کے اندر پایا جاتا ہے اس کو یہاں سمجھنا چاہئے" (دیکھو صفحہ ۵۵)

پس اس سے ظاہر ہے کہ وید صرف منتر سنگھتا کا نام ہے برہمن اور اپنشد وید نہیں ہیں وہ تو اتہاس اور پران ہیں۔ پنڈت جی کے اس بیان سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ اگر خود وید منتروں میں ہی اس قسم کے بیانات پائے جائیں جو پنڈت جی کے قول کے مطابق اتہاس اور پران ہوں تو وہ منتر بھی وید نہیں ہو سکتے۔ یعنی یہ بیان معیار اس امر کا ہے کہ فلاں کتاب وید ہے اور فلاں وید نہیں۔ ستیارتھ پرکاش اور رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت جی نے ان اشیاء کے انادی ہونے پر منتروں سے کوئی حوالہ نہیں دیا۔ لیکن اپنشدوں، برہمنوں، منوسمرتی یا درشنوں، ویاکرن وغیرہ سے اپنے دعوے کے ثبوت اور حمایت میں تو بہت سے حوالے دیئے ہیں مگر یہ مستند نہیں ہے۔ ہاں صرف چلتے چلتے ایک آدھ حوالے وید منتروں میں سے بھی دیئے ہیں لیکن اُن سے جیو پرکرتی وغیرہ کا انادی ہونا مطلق ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ موقعہ پر دکھایا جائیگا۔ اگر جیو وغیرہ کا انادی ہونا خود وید منتروں سے ثابت نہیں ہو سکتا تو دوسرے گرنتھوں سے ثبوت بہم پہنچانے کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔ ہاں البتہ یہ تو ہو سکتا ہے کہ پہلے ہر امر کے ثبوت میں ایک دو منتر ویدوں سے ایسے پیش کر دیئے جاتے جن میں اُس امر کی صریح اور واضح تائید ہو جاتی اور بعد میں دیگر کتابوں کا حوالہ بھی پیش کر دیتے تو استدلال میں کسی قدر وزنیت پیدا ہو جاتی مگر معاملہ بالکل دگرگوں ہے۔ ویدوں میں سے بہت سے حوالے دیئے ہوئے ہیں جو پنڈت جی کے دعووں کے خلاف ہیں۔ چنانچہ اب ہم اُن حوالوں کو ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جس سے ثابت ہو جائیگا کہ صرف ایک ایشور ہی ازلی اور ابدی دانا اور قادر ہستی ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ متعلق بالغیر سے سب چیزوں کو نیست سے ہست کیا اور اُن پر خالقانہ اور مالکانہ حق اور اقتدار رکھتا ہے اور جو جیو کا اخلاقی اور روحانی حاکم ہے۔ مثلاً ایک جگہ لکھا ہے۔

وہی ایشور سب کا مالک و حاکم اور امرت یعنی موکش عطا کرنیوالا ہے۔ موکش اسی

کے اختیار میں ہے۔ اُس کے سوا کسی دوسرے کی طاقت نہیں ہے کہ موکش دے سکے۔
چونکہ وہ پرش پرماتما اَنّ یعنی مٹی وغیرہ کل کائنات فانی سے الگ اور جینے مرنے وغیرہ سے
مبرا ہے اسلئے وہ بذاتہٖ غیر مولود اور سب کو پیدا کرنیوالا ہے۔ وہی کائنات کو اپنی قدرت سے
بناتا ہے۔ اُسکی کوئی علت اُولیٰ نہیں۔ بلکہ سب کی اولین علت فاعلی اُسی دیو پرمیشور کو
جاننا چاہئے" پرش سوکت یعنی یجروید کا اکتیسواں ادھیائے۔ منتر ۲ (دیکھو ستیا کا صفحہ ۶۷)
اس منتر میں "ایشور پرماتما کو ہی "بذاتہٖ غیر مولود سب کو پیدا کرنیوالا" کہا ہے "وہی کائنات
کو اپنی قدرت سے بناتا ہے"۔ "اس کی کوئی علت اولیٰ نہیں"۔ "سب کی اولین علت
فاعلی" کہا گیا ہے کہ "وہی ایشور سب کا مالک اور حاکم اور امرت یعنی موکش عطا کرنے
والا ہے"۔ موکش اُسی کے اختیار میں ہے"۔ "اس کے سوا کسی کے اختیار میں نہیں ہے کہ موکش
دے سکے"۔ "کل کائنات فانی" ہے۔ "وہی جینے اور مرنے وغیرہ سے مبرا ہے"۔ اس منتر میں
ایشور ہی سب چیزوں کا خالق مالک اور حاکم بتایا جاتا ہے۔ ساری چیزیں "فانی" ہیں
مگر بقا صرف اُسی کو ہے۔ کوئی چیز اَنادی یعنی ازلی یا غیر فانی نہیں ہے۔ تمام چیزیں "مولود"
اور پیدا شدہ ہیں حتیٰ کہ موکش بھی اَنادی نہیں ہے۔ سوامی جی کی دس اَنادی چیزوں
کا یہاں ذکر تک اشارۃً بھی پایا نہیں جاتا۔ بلکہ ایشور ہی کو "سب کی اولین علت فاعلی"
کہا گیا ہے۔ لفظ "سب" میں جیو پرکرتی وغیرہ سب ہی شامل ہیں کوئی اس سے مستثنیٰ نہیں
ہے۔ یہاں کسی قسم کی تفریق اشیاء میں نہیں کی گئی۔ جب ایشور ہی ایک "غیر مولود" ہستی ہے
تو باقی ساری چیزیں "مولود" ہوئیں اور اس وجہ سے وہ ازلی نہ ٹھہریں۔ لفظ "مولود" کے خواہ کچھ
ہی معنی لئے جائیں ازلیت اُس سے خارج ہے۔ جیو اور پرکرتی وغیرہ سب چیزیں "مولود"
ہیں۔ اور اگر "مولود" میں ازلیت کو بھی شامل کر لیا جائے جو درست نہیں تو پھر تو ایشور
ہی اکیلا "غیر مولود" نہ ہوگا بلکہ جیو اور پرکرتی بھی اور وید کا کہنا غلط اور پنڈت جی کا کہنا درست
ہوا۔ اور اگر صرف "غیر مولود" کے لفظ ہی میں ازلیت کو تسلیم کیا جائے تو یہ درست ہے اور

ایشور کے سوائے کوئی بھی چیز ازلی نہیں۔ اس صورت میں وید کا کہنا درست اور دیانند جی کا کہنا غلط ہوا۔ اسی طرح جب "اس کے سوا کسی دوسرے کو طاقت نہیں کہ موکش دے سکے موکش اُسی کے اختیار میں ہے" تو ظاہر ہے کہ موکش انادی نہیں ورنہ انادی شے موکش پر انادی ایشور کا "اختیار" کیسے ہوا؟ کیونکہ موکش "سادھیہ" ہے اور ایشور کی اُپاسنا کرنا سادھن ہے اور جو اُپاسنا کرتے ہیں وہ سادھو ہیں۔ اور "وسایل کے ذریعہ سے حاصل ہوئی شے ہرگز دوامی نہیں" ستیارتھ پرکاش ۱۷۷ سم ۹۰ ہی اسلئے "موکش اُسی کے اختیار میں ہے" اور اُسی کی عنایت سے ملتی ہے۔ اسلئے یجروید ادھیائے اکتیسواں منتر ۲۲ (دیکھو مکا صفحہ ۴۴) میں موکش کے لئے ان الفاظ میں پرارتھنا کی گئی ہے۔

"اے وراٹ (محیط کل ایشور) اپنی نظر عنایت سے مجھ خواستگار موکش (نجات) کی خواہش کو پورا کر اور مجھے تمام لوک (دیکھو) یا تمام عالم کی حکومت عطا کر۔ اور تمام شان و شوکت جملہ اوصاف و کمالات اور نیک اعمال مجھ میں قایم کر۔ اے بھگوان۔ اے محیط کل قادر مطلق پرمیشور مجھے تمام نیک اوصاف حاصل ہوں۔ اور میرے کل عیب اور بد خیال دور ہوں۔ میں جلد مخزن اوصاف حمیدہ اور مجمع کمالات پسندیدہ ہو جاؤں"۔ کیسی اچھی پرارتھنا ہے۔ (پرارتھنا یعنی اپنا مدعا دوسرے سے مانگنا) ہے۔ جو چیز انسان کے پاس نہیں بلکہ دوسرے کے پاس ہے اور اُس کے اختیار میں ہے اور انسان اس کا محتاج ہے وہ اُس سے مانگتا ہے اور بڑی عاجزی سے درخواست ہے کہ ہے پرماتما مجھے موکش۔ تمام عالم کی حکومت۔ شان و شوکت۔ تمام اوصاف و کمالات نیک اعمال حاصل ہوں۔ اور "اپنی نظر عنایت سے" یہ بخش کہ "میرے کل عیب اور بد خیال دور ہوں" وغیرہ۔ کیا ایک انادی جیو جو ایشور کے ساتھ "بالذات چیتن" اور ایشور ہی کی مثل در طبیعت میں پاک غیر فانی اور دھارمک وغیرہ ہے "ایسے ہی یعنی اپنی مثل ایشور سے ایسی چیزیں مانگ سکتا ہے جو جیو کے انادی ہونے کی وجہ سے پاکیزگی اور دھرم میں شامل ہیں اور اُن سے کبھی خارج نہیں ہو سکتے؟ کیا یہ ایسی جیو کی جس میں بہت سے عیب اور بد خیال پائے جاتے ہیں

اور تمام اوصاف حمیدہ اور کمالات پسندیدہ سے خالی ہے اور بندھن میں ہے اپنے ایشور سے پرا تصنا نہیں ہے جس کے اختیار میں سب کچھ ہے اور جو اُس سے مانگتے ہیں اُن کو دیتا ہے؟ کیا ایک کا مانگنا اور دوسرے کا دینا یہ ثابت نہیں کرتا کہ مانگنے والا محتاج بالغیر ہے اور دینے والا محتاج بالغیر نہیں؟ اس دعا کا لب و لہجہ ایک ایک لفظ اور سارا مفہوم ظاہر کر رہا ہے کہ جیو محتاج بالغیر ہے لہذا حادث ہے موکش اعمال حسنہ پر نہیں بلکہ پرمیشور جی کی "نظر عنایت" پر منحصر ہے۔ جیو اور اُس کے کرموں اور بندھن و موکش کے انادی ہونے کے خیال کا نہ صرف خیال ہی پایا نہیں جاتا بلکہ اُس کے بالکل برعکس تعلیم ملتی ہے۔ پھر لکھا ہے

"اُس پرش (پرمیشور) نے پرتھوی یعنی زمین کے بنانے کے لئے پانی سے رس کو لیکر مٹی کو بنایا اسی طرح اگنی کے رس سے پانی کو پیدا کیا۔ اور آگ کو ہوا سے اور ہوا کو آکاش سے اور آکاش کو پرکرتی سے اور پرکرتی کو اپنی قدرت سے پیدا کیا۔ تمام قدرت اور صنعت اُسی کی ہے اسلئے اُس کا نام وشوا کرما (صانع کل) ہے۔ دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے تمام کائنات اُس پرمیشور کی قدرت یعنی حالت علت میں موجود تھی۔ اُس وقت یہ تمام کائنات حالت علت میں ہونے کی وجہ سے اس قسم کی نہ تھی جیسی کہ اب ہے۔ یہ تمام کائنات اُس وشوا یعنی صانع کل کی قدرت کاملہ کا جزوی ظہور ہے۔ اُسی کی قدرت سے یہ کائنات عالم محسوس میں آئی اور موجودات فانی اور انسان جیسی صورت پذیر ہوگئے" (منتر ۱۷۔ یجوید کا صفحہ ۸۴۳)۔

"وہ پرجاپتی سب مخلوقات کا مالک جیووں اور اُس کے علاوہ جڑ (غیر ذی روح) کائنات کے اندر موجود سب کا منتظم غیر مولود اور حاضر و ناظر ہے اُس کی قدرت (سامرتھ) سے یہ تمام گونا گون کائنات پیدا و ظاہر ہوتی ہے" (منتر ۱۹۔ یجوید کا صفحہ ۸۴۴)۔

"جو محیط کل پرمیشور عالموں کے انتہ کرن (باطن) میں جلوہ گر ہے جسکو ایک معمولی انسان نہیں جانتے جو عالموں کا پروہت یعنی ان کو موکش کے اندر کامل سکھ میں قائم کرتا ہے جو قدیم ہونے کی وجہ سے عالموں سے پیشتر موجود ظاہر اور مشہور و معروف تھا اُس محیط کل برہم کو نمسکار

ہو۔ منتر ۱۰۔ بھومکا صفحہ ۴۸)۔

ان منتروں میں ذیل کی باتیں نظر آتی ہیں (۱) منتروں کے ترجمہ میں ذاتی باتوں کا الحاق۔ مثلاً "پرتھوی یعنی زمین"....... "قدرت یعنی حالت علت"۔ الفاظ "اس وقت یہ" سے لیکر الفاظ "جیسی اب ہے" تک کی کل عبارت۔ "توشٹا" یعنی صانع کل"۔ "(غیر ذی روح)"۔ "سامرتھ" وغیرہ یہ ذاتی تشریحات ہیں۔ اغلباً اردو مترجم کی ایزادیات ہیں۔ سوامی جی کا وید منتروں کا بھاوارتھ نہیں ہے لہذا قابل تسلیم نہیں۔ مزید واقفیت کے لئے دیکھو بھومکا کے اردو مترجم بابو نہال سنگھ کرنالوی کا دیباچہ صفحات ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵)۔ (۲) ایشور پرماتما کو ان منتروں میں "پرش" "پیدا کرنیوالا" "وشواکرما" یعنی صانع کل"۔ "توشٹا یعنی صانع کل" "پرجاپتی" سب مخلوقات کا مالک جیووں اور اس کے علاوہ جڑ (غیر ذی روح) کائنات کے اندر موجود، سب کا منتظم غیر مولود اور حاضر و ناظر"۔ "قدیم ہونے کی وجہ سے عالموں سے پیشتر موجود" وغیرہ۔ "محیط کل"۔ (۳) "یہ ساری قدرت اور صنعت اسی کی ہے"۔ "یہ تمام کائنات اس توشٹا کی قدرت کاملہ کا جزوی ظہور ہے"۔ "دنیا کے پیدا ہونے سے پیشتر تمام کائنات اس پرمیشور کی قدرت میں موجود تھی"۔ "پرکرتی کو اس نے اپنی قدرت سے پیدا کیا"۔ "آکاش و پرکرتی سے پیدا کیا"۔ پس ظاہر ہے کہ پرکرتی اور آکاش جن کو پنڈت دیانند جی نے انادی کہا ہے وہ خدا کی قدرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ حادث ہیں ازلی نہیں۔ وید انکو ازلی یا انادی نہیں بتاتے۔ سوامی دیانند جی کا ان کو انادی یا ازلی کہنا ویدوں کے خلاف ہے۔ لکھا ہے کہ "دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے تمام کائنات اس پرمیشور کی قدرت میں موجود تھی"۔ "دنیا کو قدرت سے پیدا کیا"۔ "اسکی قدرت کاملہ کا ظہور ہے"۔ یہ سب مراد و قادر ہم معنی آیات ہیں قدرت ایشور پرماتما کی [illegible] اور وہ کامل صفت ہے۔ اس لئے اس کو "قدرت کاملہ" یعنی کامل قدرت کہا ہے۔ نہیں بتایا کسی قسم کی کمی یا نقص نہیں ہے جس کو احتیاج کسی شخص یا شئے یعنی سامان کی نہیں۔ وہ بلا واسطہ غیرے اپنے سب کام کرتا ہے۔ اگر اس کو کچھ بنانے میں کسی چیز کی

ضرورت ہے۔ اُس چیز کے بغیر وہ کچھ بنا نہیں سکتا۔ وہ غیر کا محتاج ہے تو اُس کی قدرت "کاملہ" نہیں ناقصہ ہوگی۔ جس طرح کمہار بغیر مٹی اور سامان کے برتن بنا نہیں سکتا گو قدرت برتن بنانے کی اُس میں موجود ہے لیکن وہ اپنی قدرت کو اور صنعت کو ظاہر کرنے میں مٹی وغیرہ کا محتاج ہے۔ یہ کمہار کی قدرت کا نقص ہے۔ اسلیے اُس کی یعنی کمہار کی قدرت کامل نہیں۔

مگر ایشور ایسے نقص سے بری ہے۔ اُس کی قدرت کو خواہ کسی پہلو سے دیکھو وہ کامل ہے ناقص نہیں۔ کیونکہ کمال وہی ہوتا ہے جسمیں زوال یعنی نقص مفقود ہو۔ پھر خدا کی قدرت اُس کی صفت ہے نہ کہ محل اعراض۔ منطقی اور لفظی طور پر کائنات کا پرمیشور کی "قدرت" میں "موجود" ہونا اور اُس کو ایسا سمجھنا اُس کو (یعنی قدرت کو) محل اور کائنات کو حال قرار دینا ہے اور یہ محض مغالطہ ہے۔ ایشور اور اُس کی تمام صفات محل اعراض نہیں ہیں کائنات کو اُس کے اندر موجود ہونا کہنا یا سمجھنا بالکل نادرست ہے۔ وید کے اس فقرہ کا یہ مطلب نہیں ہے۔ اگر یہی مطلب ہے تو کائنات کا اس کی "قدرت" میں موجود ہونا اور "قدرت سے پیدا" کیا جانا دو متضاد باتیں ہونگی۔ حرف "سے" وسیلہ یا وساطت کو ظاہر کرتا ہے حرف "میں" اِجار ہے جو مجرور کا مقتضی ہے۔ قدرت فی نفسہ ایک طاقت اور وسیلہ ہے جس سے ایشور کائنات کو پیدا کرتا ہے۔ اُسے کسی اور وسیلہ کی ضرورت نہیں۔ پس ایسا کہنے سے کہ "دنیا کے پیدا ہونے سے پیشتر تمام کائنات اُس پرمیشور کی قدرت میں موجود تھی" یہ سمجھنا کہ وہ "حالت علت میں موجود تھی" نامعقول ہے۔ یہ مفہوم جس کا استنباط پنڈت دیانند جی نے یا شاید کبھو مل کے اردو ترجمہ کے مترجم نے وید کے اس منتر کے اس فقرہ سے کیا ہے بالکل درست نہیں ہے۔ کیونکہ جب وید مقدس میں لکھا ہے کہ پرمیشور نے "پرکرتی کو اپنی قدرت سے پیدا کیا" اور کہ "چونکہ پرمیشور قدیم ہونے کی وجہ سے عالموں سے پیشتر موجود ظاہر اور مشہور و معروف تھا" تو یہ کائنات اور خود پرکرتی قدیم نہ ہونے کی وجہ سے عالموں سے پیشتر خواہ کسی حالت میں کیوں نہ ہو موجود ظاہر اور مشہور و معروف نہ تھی۔ پس یہ کائنات

اور پرکرتی حادث ہوئے نہ کہ ایشور کی طرح "قدیم" "سب کی اولین علتِ فاعلی" وہی پرمیشور ہے۔ یعنی جیو اور پرکرتی کی بھی" اولین علتِ فاعلی وہی پرمیشور ہے۔ باقی سب اُس کی معلول ہیں۔

یجروید کے اکتیسویں ادھیائے میں جس کا ترجمہ رگ وید آدی بھاشیہ میں موجود ہے ایشور سے کئی باتوں کی پرارتھنا کی گئی ہے جن سے اُن پرارتھنا کی ہوئی چیزوں کا اَنادی ہونا اور وسایل کے ذریعہ سے حاصل ہونا لہذا دوامی نہ ہونا ثابت ہے۔ اُن منتروں میں سے چند فقرات ذیل میں سے لکھے جاتے ہیں۔

"اے ایشور میرا من (دل) جو حالت بیداری میں دُور دُور جاتا ہے اور تمام اندریوں (حواس) پر غالب اور حاوی ہو کر اُن پر حکومت کرتا ہے جو علم و معرفت وغیرہ اعلےٰ اوصاف کا مرکز ہے جو عالم خواب میں بھی مثل حالت بیداری لطیف اشیاء کو دیکھتا اور اُسی حالت لطیف میں راحت باطنی کا حظ اٹھاتا ہے جو بلند پرواز اور سریع السیر اور اندریوں (حواس) اور سورج وغیرہ روشن اشیاء کا علم و احساس کرنے والا اور یکتا و بیمثال ہے آپ کی عنایت و رحمت سے وہ میرا من نیک اور مصمم ارادہ کرنیوالا بہبودی اور بہتری چاہنے والا اور دھرم اور نیک گنوں کو عزیز رکھنے والا ہو" (یجروید ادھیائے ۳۴ منترا۔ بھوُمکا صفحہ ۹۶)

"یوگ (ریاضت) اور انتہ کرن (باطن) کی صفائی سے موکش کا سکھ حاصل کرنے کے لئے یجروید ادھیائے امنترا میں پرارتھنا کی گئی ہے (بھوُمکا صفحہ ۹۷)۔

"اے پرمیشور آپ کی عنایت سے اٹھائیں چیزیں سکھ دینے والی اور بہبودی کرنے والی ہوں (جو یہ ہیں) دس اندریاں (حواس) دس پران (انفاس) من (دل) بدھی (عقل) چت (حافظہ) اہنکار (انانیت) ودیا (علم) سوبھاؤ (عادت) شریر (جسم) اور بل (یعنی طاقت) یہ سب سکھ دینے والے رات دن میرے اُپاسنا (عبادت) اور یوگ (ریاضت) کے کام میں معاون ہوں۔ آپکی عنایت سے میں یوگ کے ذریعہ سے کشیم یعنی موکش حاصل کروں

میں آپ کی مدد اور عنایت کے لئے آپ کو بار بار نمسکار کرتا ہوں" (اتھروید کانڈ ۱۹۔ انوواک ۱۔ ورگ ۰ منتر ۲۔ بھومکا صفحہ ۹۹)۔ "تو ہمیشہ ہمارے اوپر نظر رحمت رکھ۔ ہم تیری اُپاسنا (عبادت) کرتے ہیں" (اتھروید کانڈ ۱۳۔ انوواک ۴۔ منتر ۴۹ بھومکا صفحہ ۱۰۰)۔ "جو اُپاسک یا عابد (پرتشٹھس) تمام جسم کو حرکت دینے والے رگ رگ میں سمائے ہوئے اور اعضاء کو بڑھانے والے پران (آتما) کو بطریق پرانایام اُس نورِ مطلق پرمیشور میں خوبی شوق سے لگاتے یا جوڑتے ہیں وہ موکش کے آنند میں پرمیشور کے ساتھ رہتے ہیں" (ایضاً صفحہ ۱۰۰)۔ "موکش کا آنند اپنی عنایت و نجات سے عطا کیجئے" (یجروید ادھیائے ۳۰ منتر ۳ بھومکا صفحہ ۳)۔ "جس کی پناہ لینا ہی موکش (نجات) اور جس کے ظلِ حمایت و پناہ و عنایت سے محروم ہونا ہی موت یعنی متواتر پیدا ہونے اور مرنے کے چکر میں پڑنا ہے" (یجروید ادھیائے ۲۵۔ منتر ۱۳۔ بھومکا صفحہ ۴)۔

"ایشور عین نجات (موکش سوروپ) ہے جو اپنے آتما کی تمام قوت اور انتہ کرن سے بذریعہ دھیان قرب حاصل کرتا اور اُس کو جان لیتا ہے وہی ٹھیک ٹھیک اُس پرمیشور کو پاکر موکش (نجات) کے سکھ کو بھوگتا ہے" (یجروید ادھیائے ۳۲۔ منتر ۱۱ بھومکا صفحہ ۲۲)

سچے دھرم کے لئے وید میں ایشور سے یوں پرارتھنا کی گئی ہے۔ "اے سب دکھوں کے مٹانے والے ایشور میرے اوپر رحم کر تاکہ میں سچے دھرم کو ٹھیک ٹھیک جان سکوں۔ اور تمام جاندار مجھ پر بے تعصب دوستانہ محبت کی نظر رکھیں۔ یعنی سب میرے دوست ہوں آپ میری اس نیک خواہش کو مضبوط کیجئے۔ اور مجھے سچے سکھ اور نیک گنوں میں ہمیشہ ترقی عطا کیجئے۔ میں تمام جانداروں کو اپنی آتما کی مثال دوستانہ محبت و پیار کی نظر سے دیکھوں۔ اور ہم سب ہر قسم کی مخالفت کو چھوڑ کر باہم ایک دوسرے کو محبت کی نظر سے دیکھیں اور ہمیشہ ایک دوسرے کو سکھ پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں" (یجروید ادھیائے ۳۶۔ منتر ۱۸ بھومکا صفحہ ۲۷)۔ "چونکہ اُس کی مدد کے بغیر سچے دھرم کا گیان (علم)، انشٹھان (پابندی)،

اور پورتی (تکمیل و کامیابی) نہیں ہو سکتی اسلئے ہر انسان کو ایشور سے اس طرح مدد مانگنی چاہئے"
وغیرہ (صفحہ ۶۷)۔ "اے پرمیشور مجھے سچے نیک چلن اور دھرم پر عمل کرنے کی طاقت ہو۔ آپ
مجھ کو ہمت دیجئے کہ میرا سچے دھرم کا عہد آپ کی عنایت سے پورا ہو۔ (عہد مذکور یہ ہے کہ)
میں آج سے سچے دھرم کی پابندی اور جھوٹ کھوٹے چلن اور ادھرم سے دوری اختیار کرتا ہوں"
(یجروید ادھیائے ۱۔ منتر ۵۔ بھوسکا صفحہ ۷۷)۔

وید منتروں کی یہ چند ایک مثالیں رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا میں سے پیش کی گئی ہیں
جن میں ایشور کے سوائے کسی اور چیز کو آزادی ماننے کا شائبہ تک بھی پایا نہیں جاتا۔ جیو
ایشور کا پرادھین یعنی محتاج دکھائی دیتا ہے۔ اس کا دھرم ارتھ کام اور موکش یعنی
مذہبی دنیوی امور اور باطنی خواہشات اور نجات صرف ایشور کی رحمت اور اسی کی
عنایت بخشایت اور امداد ہی پر موقوف ہیں۔ جیو اور اُس کے کرم اور موکش آزادی نہیں
جیت وہ سچے دھرم "دھرم پر عمل کرنے کی طاقت" سے خالی ہو کر اُس پرماتما سے اُن کی تحصیل کی
التجا کرتا ہے کہ "آپ مجھ کو ہمت دیجئے کہ میرا سچے دھرم کا عہد آپ کی عنایت سے پورا
ہو"۔ ایشور کی عنایت اور مدد کی بڑی ضرورت ہے کیونکہ "اُس کی مدد کے بغیر سچے دھرم
کا گیان (علم) انشٹھان (پابندی) اور پورتی (تکمیل و کامیابی) نہیں ہو سکتی اس لئے
ہر انسان کو ایشور سے اس طرح مدد مانگنی چاہئے"۔ ستیارتھ پرکاش اور بھومکا میں
آزادی دستوروں کے ویشے میں ویدوں میں سے ایک بھی منتر ایسا پایا نہیں جاتا جس کے
کسی لفظ سے جیو یا پرکرتی یا کسی چیز کی ازلیت اشارةً بھی وہم و گمان میں آسکتی ہو۔
ہاں رگ وید سے ایک منتر دو پرندوں کی بابت پیش کیا جاتا ہے جو ایک درخت پر
بیٹھے ہیں۔ ایک اُس درخت کا پھل کھاتا ہے دوسرا اُس کو دیکھتا ہے وغیرہ۔ وہ منتر
یہ ہے "دو پکھیرو آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ اُن میں سے ایک دوسرے کا دوست ایک
ہی درخت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اُن میں سے ایک اُس پیپل کے درخت کا ذائقہ چکھ

رہا ہے۔ دوسرا کچھ نہ کھاتا ہوا ساکشی یعنی دیکھ رہا ہے" (ستیارتھ پرکاش مطبوعہ
سمبت ۱۹۵۵ صفحہ ۳۲۶)۔ رگ وید منڈل ۱ سوکت ۱۶۴ منتر ۲۰۔ اس وید منتر میں نہ تو
الفاظ ایشور، جیو، پرکرتی آئے ہیں اور نہ ہی یہ بتایا گیا ہے کہ دو پکھیروؤں سے مراد ایشور
اور جیو اور پیپل کے درخت سے مراد پرکرتی ہے۔ اور نہ ہی یہ بتایا ہے کہ یہ تینوں انادی
یا نتیہ یعنی ازلی ہیں۔ سنسکرت لفظ شاشوت کے معنی بھی ازلی کیا گیا ہے۔ ان تینوں الفاظ
میں سے ایک بھی اس منتر میں وارد نہیں ہوا۔ اگر کہا جائے کہ بطور النکار یعنی استعارہ
یہی مقصود ہے تو استعارہ کے لئے قرینہ کی ضرورت ہے۔ حالانکہ کسی قسم کا قرینہ یہاں
مطلق پایا نہیں جاتا۔ لہذا مجازی معنی لینا نہ صرف غلط بلکہ فضول ہے اور کسی صورت
سے ایشور، جیو اور پرکرتی کی ازلیت اس منتر سے ثابت نہیں ہوتی۔ پھر اگر بطور مجاز کرہ
وجہ گمان بھی لیا جائے تو واضح ہو کہ جیسا کہ جیو پرکرتی روپی درخت پر بیٹھا ہے ویسا ہی
ایشور بھی اس پر بیٹھا ہے۔ دونوں آپس میں ملے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کا دوست
ہے۔ اور دونوں بالذات چیتن (ذی عقل) ہیں۔ طبیعت دونوں کی پاک غیر فانی اور
دھارک وغیرہ ہے" تو کیا وجہ ہے کہ ایک تو اس درخت کا پھل کھاتا ہے اور دوسرا
صرف اس کو دیکھتا ہے؟ "پیپل کے درخت کا ذائقہ" سے کیا مراد ہے؟ اگر جیو کا اس سے
بندھ اور موکش یا دکھ سکھ کا بھوگنا مراد ہے تو بندھ اور موکش یا دکھ سکھ تو جیو کے
انادی پھل یا کرم از کرم "ذائقہ" ہے پرکرتی کا ذائقہ نہیں ہے۔ پھر پیپل کے درخت کے ذائقہ
سے یہ بھی ثابت نہیں کہ یہ ذائقہ میٹھا ہے یا کڑوا۔ یہاں تو صرف پھل کا ذائقہ لینے کا ذکر
ہے۔ پھر اس پھل کے ذائقہ کا نتیجہ بتایا نہیں گیا کہ اس سے جیو کو خوشی ہوتی ہے یا رنج۔
یہ منتر کچھ ایسا مہمل سا نظر آتا ہے کہ گویا یہ معمّا ہے۔ اور ہر ایک اپنے اپنے مذاق اور
مقصد کے مطابق اس کا مطلب نکال لے خواہ وہ مطلب اس سے نکلے یا نہ نکلے۔
ہم اپنی استدلال کے لئے رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۵۰ سے رگ وید کے ایک

منتر کا ترجمہ پیش کر کے اور وہ بھی فیصلہ کن اور اُس پر طرہ کہ خود پنڈت جی کی زبانی اس مضمون کو ختم کرینگے۔ وہ یہ ہے۔

"جس وقت یہ ذروں سے مل کر بنی ہوئی دنیا پیدا نہیں ہوئی تھی اُس وقت یعنی پیدائش کائنات سے پہلے اَسَت (غیر محسوس حالت تھی) یعنی شونیہ آکاش بھی نہ تھا کیونکہ اُس وقت اُس کا کچھ کاروبار نہ تھا۔ اُس وقت سَت (پرکرتی) یعنی کائنات کی غیر محسوس علت جس کو ست کہتے ہیں وہ بھی نہ تھی اور نہ ہی پرمانو (ذرے) تھے۔ وِراٹ (کائنات) میں جو آکاش دوسرے درجے پر آتا ہے وہ بھی نہ تھا۔ بلکہ اُسوقت صرف پربرہم کی سامرتھیہ (قدرت) جو نہایت لطیف اور اس تمام کائنات سے برتر و برتم ہے علت (کارن) ہے موجود تھی۔ ... تمام کائنات اُسی کی قدرت سے پیدا ہوئی ہے ..." (رگ وید اشٹک ۸-۱۰ دھیائے ۱۰ درگ ۱۷ منتر ۱) (بابو نہال سنگھ صاحب مترجم رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا لفظ قدرت یا سامرتھیہ پر نوٹ لکھتے ہوئے کہتے ہیں "اس ابتدائی حالت مادہ کو اس منتر میں لفظ سامرتھیہ (قدرت) سے بیان کیا ہے۔ یہ لفظ اُس حالت کے ناقابل بیان ہونے کی وجہ سے صرف اشارہ کے طور پر ہے۔

اگرچہ پنڈت جی کے اِس ترجمہ سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ترجمہ کتنا ہے اور اُس کی تشریح کتنی ہے۔ آیا یہ ترجمہ صحیح ہے یا غلط۔ مگر قطع نظر ان ہر دو امور کے ہم اس کو درست سمجھ لیں۔ کیونکہ یہ ایک عالم سنسکرت کا ترجمہ ہے۔ اُس کی صحت کی مزید تحقیقات کی ضرورت نہیں اس باوجود بار بار لفظ یعنی کے ساتھ تشریح کرنے اور تشریح خلوط وحدائی کے کھیلے الفاظ میں پرکرتی اور ساتھ ہی اُس کے جیو وغیرہ کی اور آکاش کی نیستی ثابت ہے۔ اور جب پرکرتی اور آکاش اور کائنات اور پرمانوؤں کی نیستی کا ذکر کیا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے ست اور اَست دونوں حالتیں بھی معدوم تھیں اور اُن کے مقابلے میں پربرہم کی سامرتھیہ"

کی ہی موجودگی بتائی جاتی ہے تو اس امر میں کوئی بھی کسی قسم کا شک باقی نہیں رہتا کہ پرکرتی اور پرمانو وغیرہ ازلی یا انادی نہیں بلکہ حادث ہیں۔ یہاں زمان کا عدم محض اور عدم نسبتی دونوں اظہر من الشمس ہیں۔ عدم نسبتی تو پر برہم کے موجود ہونے کے مقابل میں اور عدم محض اُن کے فی نفسہٖ موجود نہ ہونے میں پایا جاتا ہے۔

بابو نہال سنگھ صاحب نے لفظ سامرتھ پر جو نوٹ لکھا ہے وہ بھی قابل پذیرائی نہیں کیونکہ "سامرتھ" کا تعلق "پر برہم" کے ساتھ ہے نہ کہ مادہ کے ساتھ۔ اور نہ ہی وہ مادہ کی کوئی صفت ہے بلکہ "پر برہم" کی صفت ہے۔ اور وہ "پر برہم" موصوف ہے۔ مادہ کی حالت متغیر ہوتی رہتی ہے جیسا کہ خود الفاظ مندرجہ نوٹ بابو صاحب "اس ابتدائی حالتِ مادہ" سے مترشح ہے۔ یعنی مادہ کی ایک "ابتدائی حالت" ہے اور ایک مابعد کی۔ مگر ایشور کی صفت متغیر نہیں ہوتی۔ ایشور "ہمیشہ غیر متغیر بالذات ہے (دیکھو مکا صفحہ ۲۷) اس کی سامرتھ یا قدرت غیر متناہی" (یجروید ادھیائے ۳۱ منتر ۳۔ دیکھو مکا صفحہ ۸) ہونے کے سبب سے غیر متغیر ہے "پر برہم کی سامرتھ (قدرت)" "بے علت" اور "لطیف" ہے۔ جبکہ مادہ کبھی لطیف اور کبھی کثیف ہے۔ اور ایشور اُس کا کارن ہے۔ مادہ اور اُس کی ابتدائی حالت خود صفت اور موصوف ہو کر اُس پر برہم اور اُس کی سامرتھ (قدرت) سے الگ وستو ثابت ہے۔ اور اُس کے وجود کی نفی واقع ہوئی ہے پھر مادہ اور ایشور کا مفہوم دو کلی ہیں۔ اور اُن میں نسبت تباین کی پائی جاتی ہے۔ کیونکہ ایک کلی دوسری کلی کے کسی فرد پر صادق نہیں آتی یعنی ان دونوں کلیوں میں تفارق کلی ہے۔ پس ایشور کی سامرتھ میں اور مادہ کی ابتدائی حالت میں بھی تفارق کلی ہونے کی وجہ سے ایشور کی سامرتھ کو مادہ کی "ابتدائی حالت" سے تعبیر کرنا سفسطہ محض ہے۔

خبر کار کا یہی منشا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ثابت کر دے کہ سوائے "تد ایکم" واحد حقیقی کے صرف نیستی ہی نیستی تھی۔ صرف وہی واجب الوجود ہستی ازل سے ابد تک

قایم بالذات موجود ہے اور اُس کا ماعدا نیست۔ اس لئے اپنشدوں میں اُس پرماتما پرمیشور کو "ایکم ایو ادوتیم" یعنی وہ واحد ہے "ایکم" ہے۔ جس کی لفظی تعریف یا تحدی "ادوتیم" سے ہوتی ہے یعنی جس کے مقابلہ میں دوسرا کوئی نہیں۔ "ایو" بمعنی صرف اُس کی مزید تحدی ہے۔ ہر غیر کی خواہ وہ جیو ہو یا پرکرتی خواہ کچھ اور ایشور سے نفی کرتی ہے۔ جیو اور پرکرتی وغیرہ کو ازلی مان کر اس مہاواکیہ کو غلط ٹھہرایا جاتا ہے جو غلط ہے۔ الغرض ان تمام اور پھر ویدکی پرش شوکت کے تمام منتروں سے جن کا اقتباس پنڈت دیانند جی نے اپنی کتاب "رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا" میں کیا ہے صاف طور سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس کائنات کی جزو کل کا خالق لہذا مالک بھی وہی پرماتما ہے۔

سوم - اب آخر میں ہم چند منطقی دلایل سے مادہ کا حدوث ثابت کرکے اس مضمون کو ختم کرینگے۔ اسی میں روح کا حدوث بھی شامل ہے۔

۱) اگر مادہ قدیم اور واجب بالذات ہے اور روح بھی قدیم اور واجب بالذات ہے تو اُن میں استعداد اور تغیرات نہ ہونے چاہئیں۔ حالانکہ اُن میں استعداد بالقوہ اور عدم بالفعل ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے اُن میں تغیرات پائے جاتے ہیں۔ اور قدیم شے مثلاً ایشور پرماتما تغیرات سے پاک ہوتی ہے۔ پس ظاہر ہے کہ مادہ اور روح قدیم اور واجب بالذات نہیں متغیر ہیں۔ اور جو متغیر ہوتا ہے وہ حادث ہے۔ پس مادہ اور روح حادث ہوگئے ازلی نہیں۔

(۲) اگر مادہ قدیم ہے تو صورت بھی قدیم ہونی چاہئے کیونکہ ان دونوں میں تلازم ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ صورت قدیم نہیں لہذا مادہ بھی قدیم نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جن علماء نے مادہ کی ہستی مانی ہے اُن کے نزدیک جسم مادہ اور صورت سے مرکب ہے۔ مادہ کو محل اور صورت کو حال یعنی مادہ میں حلول کرنے والی بتاتے ہیں۔ اور صورت شخصیہ کا حدوث تو ظاہر ہے لہذا مادہ کا حدوث اور عدم وجوب بھی ثابت ہوگیا۔

(۳) جن حکماء نے مادہ کا وجود مانا ہے انہوں نے صورت کا وجود بھی تسلیم کیا ہے اور ان دونوں میں افتقار اور احتیاج بھی مانتے ہیں یعنی یہ کہ مادہ اپنے بقا میں بجانب صورت محتاج ہے۔ اور صورت اپنے تشخص میں ہیولیٰ یعنی مادہ کا محتاج ہے۔ پس جب مادہ کا افتقار صورت جسمیہ کی طرف ہوا تو مادہ حادث ہوا۔ کیونکہ افتقار علامت حدوث کی ہے۔

(۴) یہ ظاہر ہے کہ مادہ حوادث سے خالی نہیں۔ جو حوادث سے خالی نہیں وہ حادث نتیجہ۔ پس مادہ حادث ہے۔ یہ ایک منطقی قیاس ہے۔ اور صغریٰ اور کبریٰ سے مرکب ہے اور نتیجہ بدیہی اور درست ہے۔ مشاہدہ اور تجربہ اس کی بنا ہے۔ اس قیاس کی تشریح اس طرح ہے کہ مادہ حرکت اور سکون سے خالی نہیں۔ یعنی یا تو وہ متحرک ہوگا یا ساکن ہوگا اور یہ امر ناممکن ہے کہ مادہ نہ متحرک ہو نہ ساکن کیونکہ ارتفاع نقیضین محال ہے۔ اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ آن واحد میں متحرک بھی ہو اور ساکن بھی۔ کیونکہ اجتماع نقیضین محال ہے۔ پس حرکت مادہ میں سکون مادہ متحقق نہ ہوگا۔ اور جب مادہ ساکن ہوگا تو اس کی حرکت کا وجود نہ ہوگا وبالعکس۔ بلکہ سکون کے بعد حرکت ہوگی اور حرکت کے بعد سکون۔ لیکن ہر حرکت گذرنے والی اور ہر سکون زائل ہونیوالا ہے۔ پس مادہ کی حرکت و سکون حادث ہوئے۔ اور جس کا عدم جائز ہے اس کا قدم ممتنع ہے اور حرکت و سکون جسم مطلق کے اعراض ذاتیہ اولیہ سے ہیں موافق امکان ثبوت اس کے واسطے جسم کے۔ پس عرض ذاتی جسم مطلق کے لئے حقیقۃً وہ امکان حرکت و سکون ہے خواہ ان کو علی الانفراد لیا جائے یا علی سبیل التقابل۔

دوسرے مقدمہ یعنی کبریٰ کا ثبوت اس طرح پر ہے کہ جو چیز حوادث سے خالی نہیں اگر وہ حادث نہ ہوگی تو قدیم ہوگی۔ تو ثبوت حوادث کا ازل و زمانہ ماضی میں لازم آئیگا۔ اور یہ جمع بین المتنافیین ہوا جو محال ہے۔ پس جس سے محال لازم آئے وہ بھی محال ہوا۔

پس جس چیز میں حوادث پائے جائیں یا ایک حادث پایا جائے تو وہ ضرور حادث ہوگا۔ لہذا مادہ حادث ہے۔ کیونکہ اُس میں حرکت حادث اور سکون حادث پائے جاتے ہیں جو جسم کے لئے عرض اولی ہیں۔

اسی قیاس پر ہم روح کی ازلیت کا موازنہ بھی کرسکتے ہیں اور وہ یوں ہے۔ روح حوادث سے خالی نہیں۔ جو حوادث سے خالی نہیں وہ حادث ہے۔ پس روح حادث ہے۔ مقدمہ اول یعنی صغریٰ کی توضیح اس تمطیر ہے کہ روح دکھ اور سکھ سے خالی نہیں۔ یعنی یا تو وہ دکھی ہوگا یا سکھی۔ اور یہ امر ناممکن ہے کہ روح نہ دکھی ہو نہ سکھی۔ کیونکہ ارتفاع نقیضین محال ہے۔ اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ آن واحد میں روح دکھی بھی ہو اور سکھی بھی کیونکہ اجتماع نقیضین محال ہے۔ پس روح کے دُکھ میں سکھ متحقق نہ ہوگا۔ اور جب روح دُکھی ہوگا تو اُس کے سکھ کا وجود نہ ہوگا وبالعکس۔ بلکہ دکھ کے بعد سکھ ہوگا اور سکھ کے بعد دکھ۔ لیکن ہر دُکھ گذرنیوالا اور ہر سکھ زایل ہونے والا ہے لہذا روح کے دکھ اور سکھ حادث ہوئے۔ اور جس کا عدم جائز ہے اُس کا قدم منع ہے۔ اور جو شے غیر فانی نہیں ہوتی اُس کے یہ (عرض) بھی غیر فانی نہیں ہوتے" دیکھو سکا صفحہ ۲۶) پس روح غیر فانی نہیں فانی ہے۔ ازلی نہیں حادث ہے۔

(۵) آریہ صاحبان کہتے ہیں کہ مادہ جڑ ہے یعنی بیجان ہے۔ لیکن مشاہدہ شاہد ہے کہ مادہ میں صفت حرکت بھی موجود ہے جو اُس کی ذاتی نہیں کیونکہ وہ جڑ ہے۔ بلکہ یہ صفت اُس میں کسی دوسری ذات سے پیدا ہوئی ہے لہذا مادہ حادث ہے کیونکہ صفت کے حدوث سے موصوف کا حدوث عقلاء کے نزدیک مسلم ہے پس مادہ حادث ٹھہرا۔

(۶) اگر مادۂ عالم کو حادث نہ مانا جائے تو ایشور پرماتما کی ذات اور صفات میں نقص ماننا لازم آئیگا۔ کیونکہ جب مان لیا جائے کہ جیو اور پرکرتی اور پرمانو کو اُس قادر مطلق اور سرب شکتیمان نے پیدا نہیں کیا اور نیستی سے ہستی میں نہیں لایا بلکہ بھانمتی کی

طرح ازلی چیزوں کو جوڑ جاڑ کر یہ کائنات بنادی ہے تو اُس کا ان چیزوں کا محتاج ہونا اور اُس
کی قدرت میں نقص کا ہونا بھی ماننا پڑیگا۔ اور اس کی وقعت اور شان بھی گھٹنی کی وقعت
اور شان سے بڑھ کر نہ ماننا پڑیگی۔ اور وہ بے مثل نہ ہوگا۔ محتاج اور شیں بالغیر ہو کر وہ بھی
حادث ٹھہریگا جو خلاف عقل و نقل اور محال ہے۔ پس محال کا مستلزم بھی محال ہے۔
(۷) اگر مادہ قابل فنا ہے تو عالم کا دائمی ہونا اور صورتوں کا ہمیشہ کے لئے یکے بعد دیگرے
بطور تبادلہ آتے رہنا غلط ہوگا۔ اور اگر قابل فنا نہیں تو واجب اور قدیم ہوگا۔ در ایں
صورت ہستیٔ واجب الوجود کا شریک ہوگا اور شریک باریتعالے ہونا باطل ہے اسلئے
مادہ کا قدیم ہونا بھی باطل ہوا۔ نیز اگر مادہ قابل فنا نہیں تو تعدد واجبات لازم آئیگا۔
یعنی پرمیشور اور مادہ دونوں انادی اور قدیم ہونگے۔ اور بموجب منطق کے قاعدہ کے کہ
جن کی جنس نہیں اُن کے لئے فصل ضرور ہوگی ان دونوں کے لئے ایک ایک فصل قریب
نکلنا چاہئے کیونکہ مابہ الامتیاز غیر ہوتا ہے مابہ الاشتراک سے اور واجب الوجود مرکب
ثابت ہوگا اور یہ محال ہے۔ پس مادہ حادث ہو کر مخلوق ہوا۔
(۸) پرکرتی یا مادہ دتر سر نیو۔ انو۔ اور پرمانو سے مرکب ہے دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۳
اور اس پر مترجم کا حاشیہ اور بھومکا صفحہ ۲۰۳ اور اس پر مترجم کا حاشیہ مرکب ہے۔ اور جو
مرکب ہے وہ اتصال اور انفصال کے قابل ہے لیکن اتصال اور انفصال جو مادہ یا پرکرتی
کے عوارض ہیں حادث ہیں۔ کیونکہ اتصال کے وقت انفصال نہیں ہوتا اور انفصال کے
وقت اتصال معدوم ہوتا ہے۔ لہٰذا دونوں حادث ہوئے۔ پس مادہ یا پرکرتی اول مرکب
ہونے کی وجہ سے حادث ہوا۔ دوم اپنے اعراض حادثہ کی وجہ سے ان کا معروض ہو کر
حادث ہوا۔ کیونکہ جس کا عرض حادث ہے وہ چیز خود حادث ہے۔ پس مادہ یا پرکرتی ازلی
یا قدیم نہیں بلکہ حادث ہوا۔
(۹) مادہ قدیم نہیں حادث ہے کیونکہ وہ اعیان و اعراض کا مجموعہ ہے۔ اور تمام

اعراض حادث ہونے میں بعض کا حادث ہونا مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے مثلاً سیاہی کے بعد سفیدی اور گرمی کے بعد سردی یا نور کے بعد ظلمت پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جو چیز قدیم ہوتی ہے وہ فنا نہیں ہوتی پس ثابت ہوا کہ اعراض قدیم نہیں لہٰذا یہی مدعا ہے اعیان بھی سب حادث ہیں کیونکہ عین یا تو جسم ہے یا جوہر اور جسم اور جوہر کو حرکت اور سکون عارض ہیں کیونکہ اُنکے لئے مکان یا حیز تو ضرور ہے پس اگر اُس آن سے پہلے بھی اُس حیز یا مکان میں موجود تھے تو ساکن ہونگے ورنہ متحرک۔ اور حرکت اور سکون بسبب عرض ہونیکے حادث ہیں پس جسم اور جوہر جنکو یہ حرکت اور سکون عارض ہیں حادث ہونگے۔ ورنہ لازم آئیگا کہ حوادث ازل میں پائے جائیں اور قدیم کہلائیں اور یہ محال ہے۔ پس جس کا لازم محال ہے اس کا ملزوم بھی محال ہوا۔ پس جب اعیان اور کُل عوارض کا حادث ہونا ثابت ہوا تو کل عالم کا حادث ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ کیونکہ کل عالم انہیں دو میں منحصر ہے۔ پس کائنات ازلی نہیں حادث ہے۔

اگرچہ ان منطقی دلایل کے علاوہ اور بھی دلایل جیو اور پرکرتی وغیرہ کے ازلی ہونیکے عقیدہ کے خلاف دیجا سکتی ہیں مگر ہماری دانست میں فی الحال اتنا کافی ہے۔ اور اگرچہ اس اجمال کی تفصیل بھی ہو سکتی ہے اور ایک ایک مادی یا فانی ہوئی شے کی ازلیت کے خلاف دلایل بہم پہنچ سکتے ہیں مگر بخوف طوالت اتنے ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے اور اتنے ہی سے اُس سرب شکتیمان اور "اکیم ایوا دویتیم" کی یکتائی اور جلال اور قدرت بالغہ ظاہر اور اُس کی شان ایزدی اظہر ہو سکتی ہے "جو مبارک اور واحد حاکم۔ بادشاہوں کا بادشاہ۔ اور خداوندوں کا خداوند ہے۔ بقا صرف اُسی کو ہے۔ اور وہ اُس نور میں رہتا ہے جس تک کسی کی گذر نہیں ہو سکتی۔ نہ اُسے کسی انسان نے دیکھا اور نہ دیکھ سکتا ہے اُسکی عزت اور سلطنت ابد تک رہے۔ آمین"

اس ساری بحث کا حاصل یہ ہے کہ خدا ہم سبھوں کا خالق و مالک ازلی ابدی واجب الوجود ہے وہ قادر مطلق ہے اُسکو خالق بننے کیلئے کسی مسالے و مادے کی ضرورت نہیں اسلئے خواہ مخواہ خدا کے سوا کسی کو ازلی و ابدی اور واجب الوجود ٹھیرانا عبث و تضیع اوقات ہے اس مسئلے میں الجھنے سے ہماری عاقبت نہیں سدھرتی اور غور طلب یہ ہے کہ ہم انسان جو گناہ کے پنجے میں پھنس کر ڈگمگا رہے ہیں کس طرح سے اس مہلک عذاب سے نکلیں اور صلاح کے لئے یہ صحیفہ انجیل شریف ہوگیا ہے کہ یسوع کے سوا آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا جس کے وسیلے سے ہم نجات پاسکیں۔ تمت بالخیر

And this is life eternal, that they might know you the only true God, and Jesus Christ, whom you have sent. (John 17:3)

Dear Brothers and Sisters in Christ,

We greet you in the name of our redeemer Lord Jesus Christ,

The religious situation in Pakistan is known to the world, It is the dire need of the day to provide religious plus academic education to all and especially the young generation to face future challenges. We are by God's good grace and providence, in possession of old Urdu Christian literature written by our forefathers and scholars in faith, who were giants in their respective fields and piety, who sought to strengthen the Christian Indo-Pak Church in their respective day through the means of writing theological and apologetical treatises on different religious topics from the viewpoint of Christianity, This literature unfortunately as we know is literally extinct and hard to find anywhere, But we have decided to supply this lack through the means of reprinting these books again in Hard Book format for anybody who is interested in the study and defence of the word of God, This literature is extremely useful for local pastor's and preachers of the native church for expounding the word of God to those who are committed to their care, It is equally true that we are in shortage of resources to get all of the books printed that we currently have, But we will reprint books on demand and will charge an appropriate fee to cover our basic expenses for that particular book or set of books..

For the fulfillment of this divine mission, we most urgently require your cooperation and support especially through your prayers, If in case you happen to have such literature and wish to distribute it to those shepherds in need, you can contact us directly through the mails given below, Your emotional and financial support will make this impossible task possible, We also have our book list of these old books from which you can choose for yourself which book you are looking forward to read.. May God in Jesus Christ pour out his abundant mercies upon you all.

Yours in Christ,

Evg. Yousaf Masih (founder)
Rev. Michael Joseph...cscentrkr@gmail.com
Evg. Joy Jacob ...adrxdesigner@gmail.com